ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

ماخذ تحقیقی مجلہ

ڈاکٹر بسمینہ سراج

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اُردو شہید بینظیر بھٹو خواتین یونیورسٹی پشاور

ڈاکٹر روبینہ رشید

لیکچرر شعبہ اردو شہید بینظیر بھٹو خواتین یونیورسٹی پشاور

نبیلہ شاہین

ایم فل ریسرچ سکالر شعبہ اردو شہید بینظیر بھٹو خواتین یونیورسٹی پشاور

مہکتی دھرتی سُلگتی سانسیں کا مطالعہ قومی شاعری کے تناظر میں

Dr.Bismina Siraj
Assistant Professor Urdu Department, Shaheed Benazir Bhutto Women University Peshawar
Dr.Robina Rashid
Lecturer Urdu Department, Shaheed Benazir Bhutto Women University Peshawar
Nabila Shaheen M.Phil. Scholar
Shaheed Benazir Bhutto Women University Peshawar

Study of Mehakti Dharti Sulagti Sansein in the Context of National Poetry

A sensitive poet is known for expressing his era's thoughtful and emotional sentiments in his poetry besides his personal feelings and beliefs. Human's desire freedom as it is their natural instinct. In the modern era, patriotic song writers are hard to find. Patriotic poetry has been limited to only radio and television poetic contests but Dr. Shahida Sardar is one such poetess from KPK who has published her patriotic poetry. Following is an analytical review of her patriotic poetry.

Keywords: *Sensitive . Sentiments . Freedom . Natural. Instinct. Patriotic.*

انسانی تاریخ جنگوں کے حالات وواقعات سے بھری پڑی ہے۔ بالادستی اور حکمرانی کے نشہ نے انسانوں کو شرفِ انسانیت سے محروم کر دیا ہے، جو معاشرے، تہذیبوں، قوموں، ملکوں اور قبیلوں کو تباہی وبربادی سے دوچار کر

کے اپنی آمریت کا سکہ بٹھنا چاہتے ہیں۔ پھر اس آمریت و عسکریت کے خاتمہ اور معاشرے میں امن کے قیام کے لئے جدوجہد اور تحریکوں کا سہارا لینا ہی پڑتا ہے اور پسے ہوئے عوام آزادی اور خود مختاری حاصل کرنے کے لئے لڑنے مرنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔اور جب آزادی مل جائے تو اس آزادی کو برقرار رکھنا سب سے مشکل کام ہو جاتا ہے--

بہت اندھیرا ہے بتلاؤ روشنی ہے کہاں
ہر اک نگاہ میں موجود خوف کے سائے
امان و امن کی پھر بھی تلاش جاری ہے
ہوائیں چھپ گئیں بارود کے دھوؤں میں کہیں (۱)

شاعر و ادیب ہمیشہ سے جمہوریت کے علمبردار رہے ہیں اور انہوں نے وقتاً فوقتاً طبقاتی جدوجہد کے اُصولوں کی روشنی میں سرمایہ داروں اور استحصالی حکمران طبقے کے خلاف آزار بلند کی ہے۔اور عوام کو طبقاتی شعور عطا کر کے انہیں اپنے حقوق کے حصول و تحفظ کے لئے حوصلہ اور جذبہ دیا۔اور اپنے قلم کے ذریعے ظلم و جبر اور استحصال کو ختم کرنے اور جمہوریت و مساوات پر مبنی ایک منصفانہ، معاشرے کے قیام کی راہ ہموار کی ہے۔

سماج کے بنیادی اور معاشی و معاشرتی مسائل کو زیر غور لانا طبقاتی سماج کے کرب کو سامنے لانے کے لئے ضروری ہے، کیونکہ شاعر معاشرے کا نباض ہوتا ہے۔معاشرے میں شاعر کا کردار بہت اہم ہوتا ہے کیونکہ وہ جس ماحول میں رہا رہا ہوتا ہے اس لئے وہ اپنی ذات کو ماحول سے الگ نہیں کر سکتا۔ (۲)

ڈاکٹر شاہدہ سردار خیبر پختونخوا کی ایک حساس اور دردمند دل رکھنے والی شاعرہ ہیں جنہوں نے پشتو اور اُردو شاعری میں اپنا ایک الگ اور جدا مقام بنایا ہے۔وہ خیبر پختونخوا کی پہلی خاتون شاعرہ ہیں جنہوں نے قومی و ملی شاعری کا مجموعہ "مہکتی دھرتی سُلگتی سانسیں" کے نام سے شائع کیا۔اس مجموعے کو ملک بھر میں پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا گیا اور عوام نے اسے بے حد سراہا۔

خدا کرے کہ سلامت رہے بہارِ وطن
خزاں سے دور رہیں میرے برگ و بارِ وطن

عجیب تیرگی کا سایہ اس کے سر پہ ہے
لہو میں ڈوبتا رہتا ہے بار بار وطن (۳)

شاہدہ جس عہد میں سانس لے رہی ہیں وہ عہد سماجی اور طبقاتی اور معاشی طور پر کھوکھلا ہو چکا ہے اور اُن جیسی حساس اور باشعور شاعرہ کو غور و فکر کی دعوت دے رہا ہے جس پر وہ خاموش رہ کر تماشائی نہیں رہ سکتی لہٰذا انہوں نے ہمیشہ اپنی تحریروں میں طبقاتی کشمکش، سماجی مسائل اور انسانوں کے ہاتھوں انسان کے استحصال و جبر اور محرومی و کسمپرسی کے حالات سے پردہ اُٹھایا اور انسانی اذہان کو جھنجوڑ کر فکری جمود کو توڑا اور عمل و تبدیلی کا راستہ دکھا کر نئی زندگی کا شعور دیا۔

> پشتو اور اردو زبان کی تازہ دم شاعرہ ڈاکٹر شاہدہ سردار نے اپنے ہم وطنوں کو اگست کی رُت کی مناسبت سے یوم آزادی کے تحفے کے طور پر قومی نظموں، نغموں اور وطن کے لئے دعائیہ نظموں کا ایک گلدستہ پھول پھول چن کر بنایا ہے، جسے وہ ایک خوشی، سرشاری اور بے لوث محبت کے ساتھ اہل وطن کو پیش کرنا چاہتی ہے، جذبوں کر زنجیر نہیں کیا جا سکتا، خوشی کو ناپنے کے آلات ابھی دریافت نہیں ہوئے اور محبت تو ہوتی ہی سود وزیاں سے بالاتر ہے۔ (۴)

شاہدہ نے عہد حاضر کے مسائل پر قومی موضوعات کو اپنی غزل میں سمونے کی بھرپور کوشش کی ہے اور سب سے اچھی بات یہ ہے کہ ایسا کرتے ہوئے انہوں نے شعریت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ اُن کی فکر کا یہ انداز انہیں اپنے ہم عصر شعرا سے ممتاز کرتا ہے۔

مقام ظلمت شب میں بہت اندھیرا تھا
کہ میرے خواب میں پوشیدہ اک سویرا تھا
پھر ایسے دورِ غلامی میں بسیرا تھا
تعصبات کا ذہن و دلوں میں ڈیرا تھا (۵)

ادب عکس ہے اپنے سماج کا صدیوں سے جس طرح سماج بدلتا اور ترقی کرتا رہتا ہے اسی طرح ادب اور ادیب کا کردار اور فرائض بھی بدلتے رہتے ہیں۔ صدیوں کی مسافت نے سماج اور ادب کو بھی تاریخ کے نئے موڑ پر کھڑا کر دیا ہے۔ انسان اور معاشرے نے کئی انقلاب دیکھے اور انقلاب کا عمل ہمیشہ سے جاری ہے اور رہے گا۔ دنیا بھر میں بنیادی معاشی تبدیلیوں اور فکری و نظری اساس کے بدل جانے سے ادبا اور شعرا بھی متاثر ہو رہیں ہیں۔

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

بدل گیا ہے زمانہ بدل گئیں سوچیں
کہ زندگی کا نیا رُخ نظر کے سامنے ہے
اگرچہ راہِ ترقی پہ گامزن ہے وجود
مگر ہوا ہے ہر اک شخص مفلس و مفلوج(۶)

انسانی تاریخ جنگوں کے حالات و واقعات سے بھری پڑی ہے۔ بالادستی اور حکمرانی کے نشہ نے انسانوں کو شرفِ انسانیت سے محروم کر دیا ہے، جو معاشرے، تہذیبوں، قوموں، ملکوں اور قبیلوں کو تباہی و بربادی سے دوچار کر کے اپنی آمریت کا سکہ بٹھنا چاہتے ہیں۔ پھر اس آمریت و عسکریت کے خاتمہ اور معاشرے میں امن کے قیام کے لئے جدوجہد اور تحریکوں کا سہارا لیناہی پڑتا ہے اور پسے ہوئے عوام آزادی اور خود مختاری حاصل کرنے کے لئے لڑنے مرنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔اور جب آزادی مل جائے تو اس آزادی کو برقرار رکھنا سب سے مشکل کام ہو جاتا ہے--

میرے چاروں طرف پھیلے ہیں دشمن
وطن کی ہر گلی، کوچہ، دفاتر، مسجد و منبر
ریاکاروں سے سارے بھر گئے ہیں
لہو ارزاں ہوا ہے اب ہمارا
دھماکے ہر جگہ پر ہو رہے ہیں
زمیں بارود ہی بارود اُگلتی جارہی ہیں (۷)

کسی بھی معاشرے میں کبھی بھی صلح اور امن کی آواز کمزور نہیں رہی اور انسانی سماج میں اپنی ذمہ داریوں کا احساس وشعور رکھتے ہوئے تلوار یا بندوق کی جگہ مکالمے کے مواقع پیدا کرکے امن کے پرچم تلے انسانیت کو جمع کرنے کا کام شاعر و ادیب کرتے ہیں کیونکہ قوموں اور ملکوں کے درمیان تنازعات کو بات چیت کے ذریعے حل کرنے کے لئے ہر عہد میں شاعروں، ادیبوں اور دانشوروں نے اپنا بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ اور تصادم سے ہمیشہ گریز کیا ہے۔

بیسویں صدی تصادم اور تضاد کی صدی ہے جس میں پولرائزیشن اپنی انتہا کو پہنچ گئی ہے۔

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

بنیادی تصادم فرد اور معاشرے کا ہے۔ جدید اردو غزل میں فرد نے کئی روپ دھارے ہیں۔ کبھی وہ مٹی کا دیا ہے، کبھی پیاس کا صحرا، کبھی اس کی حیثیت بھرے شہر میں ایک مکان کی سی ہے۔ کبھی وہ فقط ایک جگنو ہے یا محض حرفِ دعا۔ اس کے مقابلے میں ہوائیں ہیں جو مٹی کے دیئے کو بجھانے کی کوشش میں ہے اور ایک مسلسل شور ہے جو صرف دعا کو دبانے کے درپے ہے۔ (۸)

جدید شاعری کے لئے جدید علامتوں نے جنم لیا ہے۔ شاہدہ نے بھی جدید علامتوں سے اپنے شاعری کو مزین کیا ہے۔ وطن کو محبوب بنا کر محبوبیت کے اشعار کہنا واقعی ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔ ملک میں پھیلی مایوسی، افراتفری، کرپشن، لوٹ مار، ظلم، قتل و غارت گری، دہشت گردی سے وہ مایوس نہیں ہے یہ کاروایاں چند مٹھی بھر بے ضمیر اور دولت کے پجاری کر رہے ہیں جن کا انجام خوف ناک ہوگا۔ جب یہ اندھیرے چھٹ جائیں گے تو اُفق سے نیا سورج طلوع ہوگا۔ اگرچہ راہ ترقی پہ گامزن ہے وجود خدا کرے کہ سلامت رہے بہارِ وطن اُفق پہ پھر نیا سورج اُبھر کے آئے گا

مہیب رات کا سایہ گزر ہی جائے گا
امن کے پنچھی جہاں میں دکھائی دیں گے ہمیں
نئی اُمید کے نغمے سنائی دیں گے ہمیں (۹)

شاہدہ وطن سے محبت کرنے والی ایک محب وطن شاعرہ ہے، وطن سے محبت ان کے ایک ایک لفظ سے عیاں ہے۔ وہ اُن اہل قلم میں سے ہیں جو وطن کی خاطر کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کرتی کیونکہ اُن کی شاعری کا خمیر محبت سے گوندہ گیا ہے۔ اس لئے انہوں نے اپنی ملی و قومی شاعری کو جشنِ آزادی کے موقع پر قوم کو ایک تحفے کے طور پر دیا۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد قاسم بگھیو اُن کی شاعری کے بارے میں لکھتے ہیں۔

جس چیز نے سب سے زیادہ متاثر کیا وہ اُن کی اپنے وطن سے محبت ہے اور وطن سے محبت ہی پوری انسانیت سے محبت ہے۔ انہوں نے عام شاعروں کی طرح محض گل و بلبل کے قصے نہیں لکھے، بلکہ اپنی شاعری کا خمیر اپنے اردگرد کے ماحول سے اُٹھایا ہے۔ اُن کی شاعری میں آج کے خیبر پختونخوا کی پوری تصویر جھلکتی ہے۔ (۱۰)

شاہدہ نے وطن کی حرمت اور اپنے جذبات کی صداقت سے وطن کی مٹی اور اس کی خوشبو کو جس عقیدت اور محبت سے محسوس کیا اسی طرح اپنے قارئین کے سامنے پیش کر دیا اس سے زیادہ وطن سے محبت کا خوب صورت اظہار اور کیا ہو گا۔ وطن کے لئے لکھے گئے دعائیہ اشعار میں اُن کی محبت، خلوص اور عقیدت کو بخوبی محسوس اور دیکھا جا سکتا ہے۔

میرا وطن کبھی آلودۂ غبار نہ ہو
میری زمیں پہ کبھی کوئی اشکبار نہ ہو
جلائے ہم نے کئی خواہشوں کے مہکے چراغ
سرِ امید کبھی اندھیروں کا بار نہ ہو(۱۱)

شاہدہ کی شاعری جنگ اور نفرتوں کی مخالف اور امن و محبت کی پرچار کرنے والی شاعری ہے۔ جس سے ان کے بالغ شعور اور بیدار ضمیری کا پتہ چلتا ہے۔ وہ انسان دوستی اور شاترقی پسندی کی ترجمان و نمائندہ ہے۔ بقول سلیم راز:

> پختون شاعر، ادیب اور دانشور ہمیشہ سے آزاد فکر و نظر اور عوام دوست قول و عمل کے حامل رہے ہیں۔ اور اپنی قومی و جمہوری روایات کو برقرار رکھتے ہوئے حق و صداقت کے پرستار وطرفدار رہےے ہیں اور اس حوالے اپنی جانبداری کا کھل کر مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے شعور و ضمیر کے مطابق اپنی رائے کا اظہار کرتے رہے ہیں اور امن و حب الوطنی کے جذبات واحساسات کو اپنی قومی روایات اور فکری جمالیات کا لازمی جز قرار دے کر زبان و قلم کےے وسیلے سےے علم و عمل کے آئینے میں سامنے لاتے رہے۔ (۱۲)

شاہدہ وطن کے گیت تخلیق کر کے لوگوں کے دلوں میں وطن سے محبت، امن و راحت کی شمع روشن کرنے کی بھرپور کوشش کر رہی ہے۔ اور وہ وقت دور نہیں جب تمام لوگ اُس کے ساتھ مل کر امن اور محبت کے گیت گائیں گے اور اس ملک میں ہر طرف سکون، چین راحت اور امن کا بسیرا ہو گا۔

حوالہ جات

۱۔ شاہدہ سردار ڈاکٹر، مہکتی دھرتی سلگتی سانسیں، نیو اتفاق پرنٹنگ پریس محلہ جنگی پشاور، ۲۰۱۵، ص، ۹۳
۲۔ محمد کمال اشرف ڈاکٹر۔ تاریخ اصناف ادب اردو، کراچی سٹی بک پوائنٹ ۲۰۱۷۔ ص۔ ۹۷

۳۔ شاہدہ سردار۔ مہکتی دھرتی سُلگتی سانسیں۔ ص۲۴

۴۔ ایضاً۔ ص۔۸

۵۔ ایضاً۔ ص۱۰۱

۶۔ ایضاً۔ ص۔۹۲

۷۔ ایضاً۔ ص۔۳۹

۸۔ وزیر آغا ڈاکٹر۔ پیش نامہ، حرفِ آخر۔ پنڈی سوسائٹی پنڈی اسلام آباد ۱۹۹۵۔ ص۔۱۴

۹۔ شاہدہ سردار۔ مہکتی دھرتی سُلگتی سانسیں۔ ص۔۵۳

۱۰۔ ایضاً۔ ص۔۵

۱۱۔ ایضاً۔ ص۔۲۲

۱۲۔ سلیم راز۔ یقین۔ اعراف پرنٹر محلہ جنگی پشاور۔ ۲۰۱۶۔ ص۱۶۸